ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

قرون اُولیٰ میں اُستاد کا مقام موجودہ دور میں اُستاد کے حقوق اُجاگر کرنے کی ضرورت واہمیت اسلامی نقطہ نظر سے ایک تحقیقاتی مطالعہ

Position of teacher in the early ages of Islam, highlighting the teacher's rights and importance in the world today according to Islamic perspective a research study

Muhammad Shakeel
PhD Scholar Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan
E-mail: muhammadshakil371@gmail.com
Bibi Nazma
PhD Scholar Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Khalil ullah
PhD Scholar Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan

Abstract

A teacher is the one whose superior position and high rank is accepted by the Holy Quran and Sunnah and the entire public concept. The Holy prophet of Islam has blessed the teacher with the highest rank in various Hadiths. Moreover, he himself feels proud to be a teacher and his claim proud true with the passage of time. Teacher and teaching have always been great matter of significance regarding the past present and future. No one can deny the enlightened role of teacher in the past, neither in present nor will in future. The secret behind the progress and prosperity of a nation is hidden under the counsel, leadership and vital acts of teacher in the social circle. Teacher has always been considered as a central pillar in building society and its various perspectives. As a vital social actor, it is the obligation of society, government and parents to recognize, fulfil and maintain his dues and rights. A teacher can perform in best way in constructing the society if he gets his rights and respect among the public. It has always been the law of his world and the life hereafter that the one who acts will be blessed with what he acted .The fact, therefore, is that teacher must find courage, rights and cooperation from different social corners for best performance.

قرون اولیٰ میں اُستاد کا مقام

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم ہے۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً[1]

یعنی مجھے مُعلّم بنا کر بھیجا گیا۔

اسلامی نقطہ نظر سے معلمی نہایت ہی معزز پیشہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مذہب اور ہر معاشرے میں اساتذہ کو بڑی عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ معاشرے میں جو کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں اور خدمتِ خلق کا جو جذبہ موجود ہے حقیقت میں تعلیم ہی کی بدولت ہے اور درس گاہیں ان کا اصل منبع اور سرچشمہ ہے۔ اسلام کی نظر میں انسانیت کا سب سے مقدس اور عظیم طبقہ پیغمبروں کا ہے۔ پیغمبر ہی انسانیت کا مربی اور مُعلم ہوتا ہے وہ لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور انسانیت کو اس علم کے سانچے میں زندگیگزارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کو احسن تقویم ارشاد فرمایا ہے۔ انسان کو اللہ کریم نے بہت ہی خوبصورت شکل میں بنایا ہے

قرآن کریم ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مصوری کا یہ عظیم شاہکار کی بدولے اللہ تعالیٰ نے نیابت اور حکمرانی کے منصب کا حقدار بھی ٹھہرایا۔ اشرف المخلوقات، مسجود ملائکہ اور خلیفۃ اللہ فی الارض سے متصف انسان نے یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں صرف اور صرف علم، عقل و شعور، فہم و ادراک، تمیز، معرفت ہی کی بدولت حاصل کی ہیں ورنہ فرمانبرداری اور عبادت میں فرشتے اعلیٰ درجے کے حامل تھے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

يٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ[2]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) اس پر فرشتے سخت دل اور قوی مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

علم، عقل وشعور، فہم وادراک، تمیز، معرفت اور جستجو وہ بنیادی اوصاف تھے جن کی وجہ انسان باقی مخلوقات سے اشرف واعلیٰ اور ممتاز قرار دیا گیا۔ یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ حصول علم درس ومشاہدہ سمیت کئی خارجی ذرائع سے ہی ممکن ہوتا ہے، ان میں مرکزی حیثیت استاد اور معلّم ہی کی ہے، جس کے بغیر صحت مند معاشرہ کی تشکیل ناممکن ہے، معلّم ہی وہ اہم شخصیت ہے جو تعلیم وتربیت کا محور، منبہ ومرکز ہوتا ہے ترقی یافتہ قوموں اور مہذب معاشروں میں استاد کو ایک خاص مقام ومرتبہ اور نمایاں حیثیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ مہذب، توانا، پرامن اور باشعور معاشرے کا قیام استاد ہی مرہون منت ہے۔ اسلام نے دنیا کو علم کی روشنی عطا کی، استاد کو عظمت اور طالب علم کو اعلیٰ وارفع مقام عطا کیا ہے۔ اسلام نے استاد کو روحانی والد قرار دے کر ایک قابل قدر ہستی، محترم ومعظم شخصیت، مربی ومزکّی کی حیثیت عطا کی۔ معلّم کے کردار کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس عالم رنگ وبو میں معلّم اوّل خود رب کائنات ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[3]

اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

معلّم کائنات نے انسانیت کی راہنمائی اور تعلیم کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو معلّم ومربّی بنا کر بھیجا ہر نبی شریعت کا معلّم ہونے کے ساتھ ساتھ کسی ایک فن کا ماہر اور معلّم بھی ہوتا تھا جسے حضرت ادمؑ دنیا میں ذراعت، صنعت وحرفت کے معلّم اوّل تھے، کلام کو ضبط تحریر میں لانے کا علم سب سے پہلے حضرت ادریسؑ نے ایجاد کیا، حضرت نوحؑ نے لکڑی سے چیزیں بنانے کا علم متعارف کروایا، حضرت ابراہیمؑ نے علم مناظرہ اور حضرت یوسفؑ نے علم تعبیر الرؤیا کی بنیاد ڈالی۔ خاتم الانبیاء ﷺ نے معلّم کو انسانوں میں بہترین شخصیت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

حدثنا ابو نعيم، حدثنا سفيان، عن علقمة بن مرثد، عن ابي عبد الرحمن السلمي، عن عثمان بن عفان، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:" إن افضلكم من تعلم القرآن وعلمه."[4]

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے، ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ معلّم کے لیے نبی کریم ﷺ کی بشارت حضرت ابو ہریرہؓ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا غور سے سنو، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی رحمت سے دور ہے البتہ اللہ کا ذکر اور وہ چیزیں جو اللہ تعالی سے قریب کریں یعنی نیک اعمال، عالم اور طالب علم (یہ سب چیزیں اللہ کی رحمت سے دور نہیں ہیں۔ استاد ہونا ایک بہت بڑی نعمت اور عظیم سعادت ہے۔ معلّم کو اللہ اور اس کی مخلوقات کی محبوبیت نصیب ہوتی ہے، مخبر صادق ﷺ نے استاد کی محبوبیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر اللہ، ان کے فرشتے، آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔ اساتذہ کے لیے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے میری کوئی بات سنی اور اسے یاد رکھا اور اس کو جیسا سنا اسی طرح لوگوں تک پہنچایا[5]۔

دور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

خیر القرون میں معلّمین کو اتنی زیادہ اہمیت حاصل تھی کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ معلّمین کو درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ انتظامی امور اور عہدوں پر فائز کرتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کر دے یا بیچ دے حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ہم استاد سے اتنا ڈرتے اور ان کا اتنا ادب کرتے تھے جیسا کہ لوگ بادشاہ سے ڈرا کرتے ہیں حضرت یحییٰ بن معینؒ بہت بڑے محدث تھے امام بخاریؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ محدثین کا جتنا احترام وہ کرتے تھے اتنا کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا[6]۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اساتذہ کے سامنے تواضع اور انکساری کا اظہار کرتے تھے، علم حدیث کے لیے ان کے گھروں کی دہلیز پر بیٹھ جاتے اور استاد کے نکلنے کا انتظار کرتے رہتے، ہوا سے چہرے پر گرد اور مٹی پڑتی رہتی تھی، جب وہ حضرات اپنے کام سے باہر نکلتے تو آپ کو منتظر اور طالب علم پاتے اور آپ استاذ کے سامنے یوں گویا ہوتے کہ میں علم کا طالب ہوں، میرا دل نہ چاہا کہ آپ میری وجہ سے اپنی ضروریات سے فارغ ہونے سے پہلے آئیں (دارمی)۔ یہی ادب تھا جس کی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو امام المفسرین، حبر الامت اور بحر العلم کا لقب عطا ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ جیسے سینکڑوں صحابہ کرام نے معلّم کائنات کے سامنے زانوئے تلمذ رہے تربیت کی چکی میں پسے آپ ﷺ کی مجلس میں ادب کا یہ عالم ہوتا تھا کہ صحابہ کرامؓ چہرہ انور ﷺ کی طرف سیدھا نہیں دیکھتے، بیٹھنے کا انداز ایسا مؤدبانہ ہوتا تھا کہ پرندے آکر صحابہ کے سروں پر بیٹھ جاتے تھے۔

دور تابعین و تبع تابعین

امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنے استاد کا اتنا ادب کرتے تھے کہ کبھی استاد کے گھر کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوئے۔ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب ھدایہ کے مصنف، شیخ الاسلام برہان الدینؒ بیان فرماتے ہیں کہ ائمہ بخارا میں سے ایک امام دوران درس بار بار کھڑے ہو جاتے، شاگردوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرے استاد کا لڑکا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے جب مسجد کے دروازے کے سامنے آتا ہے میں اپنے استاد کی وجہ سے ادب میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ قاضی امام فخر الدین ارسابندی، اللہ نے ان کو علماء میں بڑا مقام عطا فرمایا تھا، بادشاہ ان کی بہت عزت کرتا تھا، بادشاہ ان سے کہا کرتا تھا کہ میں نے یہ عزت و مرتبہ اپنے استاد کی دعا اور خدمت سے حاصل کیا ہے، میں نے تیس سال قاضی امام ابو یزید دبوسیؒ کی خدمت اور ان کے لیے کھانا پکایا ہے اور اس کھانے میں سے کبھی نہیں کھایا تھا۔ علماء ہند میں حضرت شیخ الہند محمود حسنؒ علم و فضل، تقویٰ و طہارت، جہد و عمل، تواضع و انکساری میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنیؒ کو دیکھا گیا کہ باوجود اتنے بڑے منصب پر فائز ہونے کے اپنے استاد شیخ الھندؒ کے گھر کا پانی اپنے سر پر اٹھا کر لے جاتے تھے۔ شمس الائمہ علامہ حلوائیؒ نے بخارا کو خیر آباد کہا اور کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے تو آپ کے تمام تلامذہ آپ کی زیارت کے لیے آئے سوائے قاضی شمس الائمہ الزرنوجیؒ کے، جب استاد کی شاگرد سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ آپ میری ملاقات کو کیوں نہیں آئے تھے؟ عرض کیا کہ والدہ کی خدمت میں مشغولیت مانع تھی۔ امام نے کہا کہ آپ عمر لمبی پائیں گے مگر درس نصیب نہیں ہو گا، استاد کے منہ سے نکلی ہوئی اس بات کو وقت نے سچ ثابت کیا کہ علامہ زرنوجیؒ زندگی کا اکثر حصہ دیہاتوں میں رہے آپ کو تدریس کا موقع نہ میسر آسکا۔ خلیفہ ہارون رشید نے امام اصمعیؒ کے پاس اپنا بیٹا تحصیل علم و ادب کے لیے بھیجا، ایک دن خلیفہ نے دیکھا کہ امام اصمعی وضو کر رہے ہیں اور اس کا بیٹا استاد کے پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے۔ خلیفہ نے امام صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنا بیٹا اس لیے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اس کو علم و ادب سکھائیں، آپ اسے یوں کیوں نہیں کہتے کہ یہ ایک ہاتھ سے آپ کے پاؤں پر پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے اس پاؤں کو دھوئے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معلّم کو سب سے بہترین انسان قرار دیا گیا ہے، استاد کے ادب کو تحصیل علم کے لیے بنیاد اور اساس کہا گیا ہے۔ عربی مقولہ ہے الادب شجر والعلم ثمر ثم فکیف یجدون الثمر بدون الشجر۔ ادب درخت ہے اور علم پھل ہے پھر بغیر درخت کے کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر تدریس کو بحیثیت مشغلہ دیکھا جائے تو یہ مشغلہ تمام پیشوں سے اعلیٰ، اشرف و افضل ہے، دنیا میں لوگ جتنی بھی محنتیں کر رہے ہیں ان میں معلّم کی فضیلت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عربی ضرب المثل ہے کہ خیر الاشغال تھذیب الاطفال۔ بہترین مصروفیت و مشغلہ بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ معلّم انسانیت پر محنت کر کے کارِ نبوت سر انجام دے رہا ہوتا ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کی حدیث شریف اس پر شاھد ہے کہ:

وإن العلماء ورثة الانبياء، وإن الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر[7]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

علماء انبیاء کے وارث ہیں نبیوں نے اپنا وارث درہم و دینار کا نہیں بلکہ علم کا وارث بنایا تو جس نے علم حاصل کیا اس نے ایک وافر حصہ لیا۔ استادافراد کی تربیت کر کے ایک مہذب معاشرہ تشکیل دیتا ہے گویا بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں جب کہ بادشاہوں پر معلّمین کی حکومت ہوتی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا ارشاد مبارک منصب تدریس کی اہمیت کو مزید واضح کر دیتا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کو خیر کی طرف بلایا، لوگوں کے اجر کے برابر اس کو بھی اجر ملے گا اور لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی[8]۔ معلّم کا فرض سب سے اہم اور اس کی ذمہ داری سب سے مشکل ہے۔ مصور پاکستان، شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے معلّم کی حیثیت، عظمت اور اہمیت کو بہت احسن انداز میں بیان کیا ہے کہ استاد دراصل قوم کا محافظ ہوتا ہے کیونکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو سنوارنا اور ان کو ملک وملت کی خدمت کے قابل بنانا ان ہی کے سپرد ہے، سب محنتوں میں اعلیٰ درجے کی محنت اور کارگزاریوں میں سب سے بیش قیمت کارگزاری معلّموں کی ہے، معلّم کا فرض سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہے کیونکہ تمام قسم کی اخلاقی، تمدنی اور مذہبی نیکیوں کی کلید اس کے ہاتھ میں ہے اور ہر قسم کی ترقی کا سرچشمہ اس کی محنت ہے۔ معلّم کی یہ عظمت، مقام و مرتبہ اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ کا جامع، صبر واخلاص کا پیکر، علم و تحقیق کے خمیر میں گوندا ہوا ہو۔ استاد کا مطمع نظر رضا خداوندی، انسانیت کی تربیت اور نونہالان قوم کو علم ومعرفت سے روشناس کرانے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ معلّم کے قول و عمل میں یکسانیت، صداقت، شجاعت، قوت برداشت، معاملہ فہمی، تحمل مزاجی اور استقامت جیسے اوصاف نمایاں ہونے چاہیے کیونکہ شاگرد استاد کا عکس ہوا کرتے ہیں ۔بزرگوں کا قول ہے کہ اساتذہ نیک تو طلبہ بھی نیک، اساتذہ خود اپنے بڑوں کے قدردان تو طلبہ خود ان اساتذہ کے قدردان ہوں گے العرض اساتذہ کرام شریعت اور سنت کے پابند، اپنے منصب کے قدردان، طلبہ پر مشفق اور جذبہ خیر سگالی سے سرشار ہوں تو ان کے ہاتھوں تربیت پانے والی نسلیں بھی ان ہی صفات حمیدہ کی حامل ہوں گی۔ گلشن محمدی ﷺ جس کی آبیاری کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے جانثار صحابہ کرامؓ نے اپنی ساری توانائیاں وصلاحیتیں خرچ کر ڈالیں تھیں ،وہ ملت جس کی شان وشوکت اور عروج اپنوں کی غفلت اور غیروں کی عیاری کی وجہ سے ماندہ پڑا ہوا ہے۔ معلّم کا جذبہ یہ ہونا چاہیے کہ میرے ذریعے امت کے ایسے نونہال تیار ہو جائیں جو امت محمدیہ ﷺ کی نشاۃ ثانیہ کا فریضہ سرانجام دے سکیں، وہ ایسے تناور درخت کی مانند ہوں جو سب کو چھاؤں اور پھل دیں، جو تحقیق وجستجو کے میدانوں کے شاہسوار اور علم کے شناور ہوں، جو دنیا کو امن وسلامتی کا درس اور محبت کا پیغام دینے والے ہوں۔ ایک معلّم کی یہ آرزو ہونی چاہیے کہ میری ساری زندگی کی محنت اور جگر سوزی اس لیے ہے کہ قیامت کے دن میرا حشر معلّمین، امت کے معماروں، نگرانوں، قائدین اور رہبروں کے ساتھ ہو۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے شاگردوں میں ہیں، کہتے ہیں کہ جب میں امام مالکؒ کے سامنے ورق پلٹتا تو بہت نرمی سے کہ کہیں آپ کو بارِ خاطر نہ ہو۔ خود قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کو تفصیل سے بیان کیا ہے، باوجود یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مقام نبوت پر فائز تھے، لیکن انہوں نے نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ حضرت خضر کی باتوں کو برداشت کیا اور بار بار معذرت خواہی فرمائی۔ قرآن کریم سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور خضر علیہم السلام کے اُستادی اور شاگردی کا جو واقعہ نقل فرمایا ہے یہ اُستاد کے ماضی میں ایک بہترین اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس واقعہ میں جو آداب ہمیں ملتے ہیں میں ان کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہیں۔

وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا[9]

پہلی یہ کہ اُستاد کو علمی لحاظ سے کامل اور اکمل ہونا چاہیے۔

دوسری یہ کہ پہلی اپنے شاگرد سے صبر اور قناعت کا وعدہ لینا چاہیے۔

تیسری یہ کہ شاگرد کو تحقیقی علم حاصل کرنے ور استنباط پر جلدی فیصلہ نہ کرنے کی ہدایات دینا چاہیے۔

چوتھی یہ کہ تعلیم وتعلم شروع کرنے سے پہلے کچھ شروط وضع کرنا چاہیے تاکہ آئندہ صحیح طریقہ سے نظام تعلیم جاری رکھا جاسکے۔

پانچواں یہ کہ استاد کو چاہیے کہ شاگرد کا ایسا تربیت کرے کہ اس کا اعتقاد بن جائے کہ اللہ کے مرضی سے سب کچھ ہو رہا ہے جیسا کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنے استاد حمادؒ کے مکان کی طرف پاؤں کرنے میں بھی لحاظ ہوتا تھا، امام صاحبؒ نے خود اپنے صاحب زادے کا نام اپنے استاد کے نام پر رکھا، قاضی ابو یوسفؒ کو اپنے استاذ امام ابو حنیفہؒ سے ایسا تعلق تھا کہ جس روز بیٹے کا انتقال ہوا اس روز بھی اپنے استاذ کی مجلس میں حاضری سے محرومی کو گوارا نہیں فرمایا۔

اُستاد کا مقام قرآن کریم کی رو سے

کائنات میں استاد وہ ہستی ہے جس کی عزت، احترام اور فضیلت کے خالق اور مخلوق سب قائل اور معترف ہیں۔ دین اسلام اور شریعت محمدی ﷺ میں سب سے اولین اور بنیادی ماخذ قرآن اور حدیث مبارکہ ہیں اور یہی قرآن اور حدیث زندگی کی ہر موڑ پر ہماری راہنمائی اور قیادت کر رہے ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم کو کسی چیز کی اہمیت اور فضیلت معلوم کرنے کے لیے قرآن اور حدیث کے طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جب ہم کسی شخصیت یا کسی چیز کی اہمت اور فضیلت میں قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہاں سے اس کی اہمیت اور فضیلت ملتی ہے تو اس کی اہمیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے چونکہ اُستاد ایک عظیم ہستی ہے تو اس کی اہمیت اور منزلت میں ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں علم اور مُعلم کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

" أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ[10]

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی ان کے پوشیدہ اور ظاہری اعمال سب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام غیبی امور پر عالم ہے۔

اسی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صفت میں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی سب کو خوب جانتا ہے۔ یہی صفت علم ہے اور یہی صفت معلم کی ہوتی ہے کہ وہ صاحب علم اور سکھانے والا ہوتا ہے- اور اللہ کے صفات حسنہ میں سے ایک صفت ہے۔ اس سے ان لوگوں کے فضیلت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے جو اس صفت کے حامل ہوتے ہیں اور اسی صفت کے تناظر میں دوسرے لوگوں کے لیے استاد ہوتا ہے جو ان کو سکھاتا اور پڑھاتا ہے- اسی مضمون کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ"[11]

اُن کو کہہ دو کہ میرا پروردگار حق کو اوپر سے بھیجتا ہے وہ غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے-

اس آیت میں بھی اللہ تعالی اپنے علمی صفت کا تذکرہ کر رہا ہے جو کہ ایک معلم میں یہ صفت موجود ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے اس کو شرف مُعلمی حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جاہل لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ"[12]

الزام تو ان پر ہے جو مالدار ہونے کے باوجود تم سے اجازت مانگتے ہیں— یہ لوگ اس بات پر خوش ہے کہ وہ پیچھے رہنے والے عورتوں میں شامل ہوئے اور اللہ تعالی نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اس لیے ان کو حقیقت کا پتہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جاہل لوگوں کے مذمت بیان کی ہے اور جہل علم کی منافی ہے جو ایک معلم کی صفت نہیں ہوتی معلم وہ شخص ہوتا ہے جو صاحب علم ہوتا ہے اور علم کی صفت اللہ تعالیٰ کو محبوب صفت ہوتی ہے۔ پھر قرآن کریم کی بہت سے آیات میں غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے موجودات میں عظیم اور افضل موجودات کے طرف علم کو منسوب کر دیتا ہے۔ علم سے متعلقہ نسبتوں میں سے ایک عظیم اور اہم نسبت تعلیم العلم یعنی علم سکھانا ہے اور جو علم

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

سکھاتا ہے اس کو استاد اور معلم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالی بھی علم و تعلیم کا معلم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے
۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ"[13]

اور اللہ کا خوف دل میں رکھو، اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے آپ کو معلم کی نسبت کی ہے کہ اللہ تمہیں سکھاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالی اپنے آپ کو معلم کی نسبت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ"[14]

اور اللہ نے ان کو سلطنت اور دانائی عطا کی اور جو علم چاہا ان کو عطا فرمایا۔ اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے زریعے دفاع نہ کرے تو زمین میں فساد پھیل جائے ،لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

اسی آیت میں بھی اللہ نے اپنے آپ کو علم اور تعلیم کی نسبت کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اللہ ایک معلم ہے۔ اسی آیت کی تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ منصب معلمی ایک عظیم اور اعلیٰ منصب ہے۔ اس کے علاوہ اور آیات بھی ہیں جن میں اسی منصب کی نسبت اللہ نے اپنے آپ کو کیا ہے ہے۔ اللہ تعالیٰ لی مخلوقات میں سے ایک عظیم اور اشرف مخلوق اللہ تعالیٰ کی انبیاء کرام ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اس مشرف مخلوق کو بھی اسی منصب معلمی کو منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[15]

بے شک کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔
اس آیت میں اللہ نے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ اللہ نے مومنوں پر یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اللہ نے ان کو اپنا پیغمبر ایک معلم بنا کر ان کو بھیجا ہے تاکہ ان کو آیات پڑھا کر ان کو اللہ کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ اس آیت میں اللہ نے پیغمبر کو مسند معلم کی نسبت فرمائی جس سے معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک عظیم مسند ہے۔ اللہ نے علم اور اس کے حاملین اور معلمین کے صفت میں فرمایا ہے۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"[16]

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کو درجوں میں بلند کر دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔
اسی آیت میں اللہ نے اہل علم کی فضیلت میں فرمایا ہے کہ اللہ ان کو بلند رتبوں پر فائز فرمادیں گے۔ استاد وہ شخص ہوتا ہے جو ان اہل علم کو پڑھاتا ہے اور کو انہی مرتبوں پر فائز کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی ہونے کے باوجود اپنے استاد کے تمام شرائط کو مان کر اس کے تلمذہ اختیار کر دیتا ہے اور اپنے استاد کو فرماتا ہے۔

هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْد[17]

کیا میں آپ کے ساتھ اس غرض سے رہ سکتا ہوں کہ آپ کو جو بھلائی کا علم عطا ہوا ہے اس کا کچھ حصہ مجھے بھی سکھادیں۔) اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور خضر علیہم السلام کے استادی اور شاگردی کا تذکرہ کیا ہے۔ اور یہ واضح کیا ہے کہ استادی وہ شرف ہے کہ یہ انبیاء کرام کو عطا کیا گیا ہے دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ انبیاء بھی ان اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کر دیتے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اُستاد کا مقام اور عظمت از روئے حدیث

یہ بات تو ہم سب کو معلوم ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسانوں میں آدم علیہ السلام کو اسماء کے تعلیم دی اور آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے ناموں کا علم دیا ہے-اسی طرح اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اللہ نے قلم کے زریعے سے تعلیم دیا ہے-ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا-ان سب آیات میں بتایا گیا ہے کہ انسان کا سب سے اول اُستاد اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سب کچھ سکھایا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ہر اُمت کو ان کا اپنا پیغمبر ان کا استاد بنا کے بھیجا ہے۔ ایک حدیث جو کہ امام مسلم نے کتاب الطلاق میں ذکر کیا ہے اس میں اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنے آپ کو معلم کا خطاب دیا ہے۔

وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِبَابِهِ ، لَمْ يُؤْذَنْ لأَحَدٍ مِنْهُمْ ، قَالَ : فَأُذِنَ لأَبِي بَكْرٍ ، فَدَخَلَ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ ، فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ ، فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ ، وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ : فَقَالَ : لأَقُولَنَّ شَيْئًا أُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ، لَوْ رَأَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ ، سَأَلَتْنِي النَّفَقَةَ ، فَقُمْتُ إِلَيْهَا ، فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَالَ : هُنَّ حَوْلِي كَمَا تَرَى ، يَسْأَلْنَنِي النَّفَقَةَ ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا ، فَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا ، كِلاَهُمَا يَقُولُ : تَسْأَلْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ ، فَقُلْنَ : وَاللَّهِ لاَ نَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ، ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا ، أَوْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ، ثُمَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ : {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأَزْوَاجِكَ} حَتَّى بَلَغَ {لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا} ، قَالَ : فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ ، فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لاَ تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ ، قَالَتْ : وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ ، ؟ فَتَلاَ عَلَيْهَا الآيَةَ ، قَالَتْ : أَفِيكَ يَا رَسُولَ اللهِ ، أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ، وَالدَّارَ الآخِرَةَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لاَ تُخْبِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُ ، قَالَ : لاَ تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلاَّ أَخْبَرْتُهَا ، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا ، وَلاَ مُتَعَنِّتًا ، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا.[18]

اسی حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اللہ رب العزت نے معلم بنا کے بھیجا ہے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ کے مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا جو کہ بعد میں ایمان بھی لایا وہ فرماتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے طرح استاد نہیں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ بہت اچھے طریقے سے تعلیم دیتے تھے۔ اسی حدیث سے آقائے نامدار آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے معلمی اور پھر معلم کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ ، قَالاَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ ، قَالَ : بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ ، فَقُلْتُ : يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ ، فَقُلْتُ : وَاثُكْلَ أُمِّيَاهْ ، مَا شَأْنُكُمْ ؟ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ ، فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي ، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ ، فَوَاللَّهِ ،مَا كَهَرَنِي وَلاَ ضَرَبَنِي وَلاَ شَتَمَنِي ، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلاَةَ لاَ يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلاَمِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ، أَفَلاَ أُعْتِقُهَا ؟ قَالَ : ائْتِنِي بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا ، فَقَالَ لَهَا : أَيْنَ اللَّهُ ؟ قَالَتْ : فِي السَّمَاءِ ، قَالَ : مَنْ أَنَا ؟ قَالَتْ : أَنْتَ رَسُولُ اللهِ ، قَالَ : أَعْتِقْهَا ، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ[19]

احادیث مبارکہ میں کثرت کے ساتھ استاد کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ استادی اتنی بڑی منصب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود کو ایک معلم قرار دیا ہے اس کی بارے میں حدیث مبارکہ ہے۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهِ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللَّهَ وَالْأُخْرَى يَتَعَلَّمُونَ وَيُعَلِّمُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ عَلَى خَيْرٍهَؤُلَاءِ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللَّهَ، فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَهَؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُونَ، ويعلمون، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا" فَجَلَسَ مَعَهُمْ[20]

اسی حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میں ایک استاد اور معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ویسے تو بہت سے نسبتیں اور مناصب تھے لیکن نبی ﷺ نے اپنے آپ کو ایک معلم کی نسبت کی۔اس سے استاد اور معلم کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے استاد اور عالم کے فضیلت میں فرمایا ہے کہ علم کا خاتمہ استاد اور عالم کے خاتمہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالی اس طرح نہیں کرتے کہ لوگوں کے سینوں سے اس طرح علم کو کھینچے بلکہ اللہ تعالی جب علماء کو قبض کرے تو ان کے قبض کی وجہ سے یہ علم قبض ہو جائے گا اور اس طرح یہ علم ختم ہو جائے گا۔ اسی مضمون کے بہت سے احادیث ہیں جو کہ استاد کے شرافت قدر اور احترام کو واضح کر دیتا ہے۔ نبی ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ صحابہ میں جو حضرات استاد تھے ان کو خصوصی مقام دیتے اور صحابہ کو ان کے قدر اور احترام کے تاکید فرماتے۔ خود نبی ﷺ کو کسی نے کچھ بھی سکھایا تھا تو آپ ﷺ ان کو اپنا استاد تصور کر دیتے اور ان کو عزت دیتے۔ صحابہ میں سے جو قرآن اور سنت کے ماہر ہوتے ان کو دیگر صحابہ کے اُستاد بنا دیتے اور اسی وجہ سے ان کو دیگر امور کے سرانجامی اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان کا تقرر کرتے۔ نبی کریم ﷺ کے نہج اور ان کے احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے استاد کو بڑا مرتبہ دیا ہے۔

نبی رحمت سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ ، قَالَ إِسْحَاقُ : أَخْبَرَنَا وقَالَ عُثْمَانُ : حَدَّثَنَا ، جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبِيدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ ؟ قَالَ : قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ ، وَتَبْدُرُ يَمِينُهُ شَهَادَتَهُ[21]

زمانہ میری قرن ہے پھر اس کے بعد پھر اس کے بعد تو اس بہترین قرن میں کائنات کا بہترین ہستی محمد رسول اللہ ﷺ استاد تھے اور صحابہ کرام جیسے بہترین ہستیاں شاگرد تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے جو استادی اور شاگردی کی جو مثال قائم کیا دنیا کے تمام لوگ اس سے عاجز ہیں کہ ان جیسا مثال قائم کریں۔ آپ ﷺ کے بہترین اُستادی اور مُعلمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ[22]

یقیناً آپ کو ایک ایسا نبی آیا ہے جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے جیسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے جو مومنوں کے لیے نہتائی شفیق مہرباں ہے۔

اسی آیت سے واضح ہے کہ آپ ﷺ انتہائی مہرباں اور مشفق استاد تھے۔اسی وجہ سے صحابہ کرام بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صحبت کے لیے منتخب کیے تھے۔صحابہ نے آپ ﷺ کے بہترین حق تلمذہ ادا کیا تھا۔

امام ترمذی نے شمائل میں آپ ﷺ کے معلمی کا ایک جھلک ایک حدیث میں ذکر فرمایا ہے۔

ان رسول اللہ صلى الله عليه وسلم دائم البشر، سهل الخلق، لين الجانب. ليس بفظ ولا غليظ، ولا صخاب ولا فحاش، ولا غياب، ولا مداح، يتغافل عما لا يشتهى. ولا يوس منه ولا يحب فيه. قد نزل نفسه من المراء والإكبار ما لا يعنيه، وترك الناس من ثلاث، كان لا يذم أحدًا ولا يعيره، ولا يطلب عورته ولا يتكلم إلا فيما رجا ثوابه. إذا تكلم أطرق جلساؤه كأنما على رؤوسهم الطير فإذا سكت تكلموا، ولا يتنازعون عنده، من تكلم أنصتوا له حتى يفرغ حديثهم عنده حديث أوليهم، يضحك مما يضحكون منه، ويعجب مما يعجبونك[23]

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد گرامی)سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ہم جلیس ساتھیوں کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا" : آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہنس مکھ ہوتے، نرم اخلاق والے تھے، نرم طبیعت تھے، ترش رو اور سخت دل نہ تھے، نہ شور برپا کرتے، نہ بے ہودہ باتیں کرتے، نہ ہی کسی کو عیب لگاتے، نہ سخت کلام کرنے والے اور نہ ہی تند خو تھے، نہ تو چلانے والے اور نہ ہی فحش گو اور نہ ہی بخل یا حرص رکھنے والے تھے، جس چیز کی چاہت اور طلب نہ ہوتی اس سے تغافل برتتے، اور آپ سے جو شخص کوئی امید رکھتا اسے مایوس نہ کرتے، اور نہ اسے ناکام لوٹاتے، اپنی ذات مبارکہ کو تین چیزوں سے پاک رکھا، جھگڑے سے، تکبر سے اور لایعنی باتوں سے، اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا: نہ کسی کی مذمت کرتے اور نہ ہی کسی کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کی جستجو کرتے تھے کہ جس کے واقع ہونے سے عار آتی ہو۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی گفتگو کرتے جس سے ثواب کی امید ہوتی، جب آپ گفتگو فرماتے تو اہل مجلس اپنی گردنیں یوں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، اور جب آپ گفتگو کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرتے تو تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلام کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے، اور جب کوئی گفتگو کرتا تو اہل مجلس خاموشی سے اس کی گفتگو سنتے، حتی کہ وہ اپنی بات سے فارغ ہو جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو ایسے ہوتی جیسا کہ ابھی پہلے شخص کی گفتگو ہے۔ آپ بھی اس بات سے مسکراتے جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم مسکراتے اور جس بات سے سب تعجب کرتے آپ بھی اس سے تعجب فرماتے، اجنبی اور مسافر کی بدکلامی اور سوال میں بدتمیزی اور ترش روئی پر صبر کرتے، حتیٰ کہ صحابہ کرام)اس حسن سلوک کو دیکھ کر (خود ایسے سوال کرنے والوں کو آپ کی مجلس میں لے آتے، اور آپ خود فرماتے کہ جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو تو اس کی مدد کیا کرو، آپ میانہ روی اختیار کرنے والے سے مدح قبول فرماتے، اور کسی کی گفتگو کو درمیان میں نہ کاٹتے حتیٰ کہ وہ حد سے تجاوز نہ کر جاتا، پس اسے منع فرما کر بات ختم فرما دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔ اسی حدیث مبارکہ میں یہ فرمایا ہے کہ نبی ﷺ میں کوئی ایسی صفت نہ تھی کہ جس میں سختی یا کوئی نیچا پن ہو بلکہ آپ ﷺ ایک بہترین اُستاد تھے۔ آپ ﷺ کے علاوہ صحابہ ایسے شاگرد تھے کہ جب آپ ﷺ کے درس میں بیٹھ جاتے تو پھر اتنے ادب اور احترام کے ساتھ بیٹھ جاتے کہ پرندے آکر ان کے سروں پر اگر بیٹھ جاتے تو بیٹھ سکتے- ان کے بعد صحابہ اور تابعین کے درمیان استادی اور شاگردی کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ان کے درمیان بھی یہی حدبندی قائم تھی جو صحابہ نے قائم کی تھی-ایک ایک صحابی کے حلقہ درس میں ہزاروں تابعین آتے اور سالوں سال علوم دینیہ حاصل کرتے-ایک ایک تابعی مہینوں کا سفر کرتے اور ایک ایک حدیث کو ان صحابہ سے حاصل کرتے رہے-یہی حصول علم کا سلسلہ اس طرح جاری رہا اور علم دین کے مدارس رفتہ رفتہ عرب دنیاء سے نکل کر عجم دنیاء میں پہنچ گئے-یہاں تک کہ امام بخاری اور امام مسلم اور دیگر محدثین کا زمانہ آگیا اور ان زمانوں میں ان لوگوں نے علم کے اشاعت اور حصول کے لیے جو کارنامے سرانجام دیئے اور استادی اور شاگردی کی جو فضاء قائم کی یہ فقید المثال ہے۔ علم و تعلیم کا یہ سلسلہ دیگر ممالک اور عجم دنیاء میں برصغیر پاک وہند میں بھی داخل ہوا ادھر تحصیل علم اور ترویج علم کے خاطر لوگوں نے بہت سے اور کارنامے بھی سرانجام دی لیکن اساتذہ نے اپنا فرض جان کر اپنے شاگردوں اور تلامذہ کے وہ تربیت کی کہ ان کو ہیرے بنا کر معاشرے کو دے دی اور شاگردوں نے اپنے اساتذہ کی وہ عزت اور احترام کیا کہ دنیاء دنگ رہ گئے۔ پھر یہ سلسلہ آگے بڑھ کر ہماری ملک پاکستان میں انتہائی سرعت کے ساتھ عروج کو پہنچا اور آخر کار ہمارا ملک دنیاء کا وہ ملک بن گیا جہاں دنیاء کے سب سے زیادہ علماء ہیں اور اسی ملک خداداد میں سب سے زیادہ مدارس ہیں۔ اگر ہم ماضی میں تاریخ کی اوراق پر نظر دوڑائے تو ہمیں یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ اسلام وہ دین ہے کہ اسی اسلام نے استاد کو بہت عزت دی ہے ان کے لیے اپنے حقوق اور ذمہ داریاں مقرر کی ہے ان اصولوں اور قوانین کے پاسداری کرتے ہوئی اسلام نے ایک بہترین نظام تعلیم و تعلم کو قائم کیا ہے۔ اسلام نے استاد کو ایک مقام اور مرتبہ دیا ہے-اسی پر چل کر ان اساتذہ کے اصولوں کو اپناتے ہوئے یہ شاگرد اعلیٰ اور قیمتی علم و تعلیم کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور ایک مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے-اس سے گزر ایک شاگرد صحیح معنوں میں معاشرہ کے لیے ایک بہترین قائد ثابت ہو سکتا ہے ان میں ایسی قائدانہ صلاحیتیں پیدا ہوتے ہیں کہ اقوام کے قیادت کرتے ہیں اور ان کو علم، اخلاق، تہذیب اور تمیز سکھا کر ان کو دنیاء اور آخرت کے کامیابیوں سے ہم کنار کر دیتے ہیں۔ بطور خلاصہ عرض کی جاتی ہے کہ ماضی میں اساتذہ نے جلیل القدر ائمہ، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، اور امام احمد ابن حنبل جیسے عظیم شاگرد پیدا کر تمام عالم اسلام کو چار فقہی مسالک دے اُمت کو فقہ اور فقاہت سے روشناس کرایا۔ عظیم اساتذہ کے بدولت اُمت کو امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ترمذی اور امام ابو داؤد جیسے عظیم اور جلیل القدر محدثین دیکر اُمت کو رسول اللہ ﷺ کے آحادیث اور سنت سے متعارف کرا کر ان کو صحیح متبعین بنا دی۔ جب اداب استادی اور اداب تلمیذی کی پوری پوری لحاظ رکھا جاتا ہے اس علم اور تعلیم کو اللہ تعالیٰ بابرکت اور ثمر آور بناتا ہے۔ اس قسم کے علم میں اثر اور معیار ہوتا ہے دیرپا ہوتا ہے اور اس قسم علم سے اقوام کے اصلاح اور تعمیر ہوتی ہے۔ اس وجہ سے نبی ﷺ نے دین اسلام میں ایک طرف بہت اعلیٰ مقام دیا ہے تو دوسری طرف اس کو ایک حساس اور نازک منصب گردانا ہے۔ تو اس کے فضیلت کے ساتھ اس منصب کی حساسیت اور نازکی کی بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔

اُستاد کے معاشرہ سازی میں کردار

Jahan-e-Tahqeeq
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

ایک استاد علم کا سرچشمہ ہوتا ہے استاد کی کردار قوموں کے عروج وزوال میں بنیادی اور کلیدی کردار اداء کررہا ہے۔ استاد کے کردار کو تمام معاشروں کے اصلاح وتربیت اور ترقی میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے استاد کے کردار سے تعمیر انسانیت اوراور علمی ارتقاء میں انکار نہیں کیا جاسکتا- آغاز زندگی سے نظام تعلیم میں استاد کو ایک کلیدی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نئے نسل کے تعمیر وترقی، معاشرے کے کامیابی، جذبہ انسانیت کی نشو نما اور افراد کی تربیت سازی کی وجہ سے استاد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے- استاد اپنے شاگردوں کی تعلیم وتربیت اور ترقی اور اصلاح میں اتنا مصروف اور مگن رہتا ہے جیسا کہ ایک مالی پودوں کے نگہداشت میں مصروف رہتا ہے- تدریس وہ پیشہ ہے جیسے اسلام ہی نہیں بلکہ دنیاء کے ہر مذہب اور مسلک میں اسی کو اعلیٰ اور امتیازی مقام حاصل ہے- لیکن یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ علمی دنیاء نے کبھی بھی استاد کی حقیقی قدر ومنزلت کو کبھی اس طرح اجاگر نہیں کیا جس طرح اسلام نے انسانوں کو استاد کے بے حد احترام اور عزت کی تعلیم دیا ہے۔ ایک معاشرہ کی حقیقی اور بنیادی بناوٹ اور قیام میں استاد کا جتنا کردار ہے اس طرح کسی اور کی نہیں۔ ایک معلم ہونے کی حیثیت سے جب ایک فرد معاشرہ میں رہتا ہے تو اس فرد کے اس معاشرہ سازی میں اتنا کردار اور اتنی اہمیت ہوتی ہے جتنی اس معاشرہ کو روٹی اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے- انسانی زندگی کے تمام پہلوں پر استاد کی بڑی اثر ہوتی ہے اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں ایک استاد خشت اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ انسان کی مذہبی زندگی ہو یا عام معاشرتی زندگی اس کے رسم ورواج ہو یا اس کے ثقافت ااور کلچر، معاش ہو یا معاشرت ان تمام میں استاد کے کردار کار فرما ہوتی ہے۔ جب انسان اسی دنیاء میں آکر انکھ کھلتی ہے تو اس کے لیے ابتدائی اور اولین درسگاہ اپنی ماں کی گود ہوتی ہے اور اس کے اول استاد اس کی ماں ہوتی ہے- جب یہ انسان رفتہ رفتہ بڑھتا ہے اور اس میں سیکھنے کا عمل شروع ہوتا ہے تو یہ اپنے ماں سے سیکھتا ہے اس کو یہی استاد اگر اچھا اور تربیت یافتہ مل جائے تو اس بچے کی بہتین اور اعلیٰ تربیت کی جاتی ہے اور اس سے ایک اعلیٰ انسان بن جاتا ہے اور اس کی اچھی نشوونما ہو جاتی ہے اور جب اس کو یہ استاد اس طرح مل نہ جائے تو پھر یہ بچہ تمام عمر ترقی، اعلیٰ اور بلند اوصاف سے محروم رہتا ہے۔ اگر ادھر ہم سوچ لے تو ایک انسان کے تربیت میں ایک استاد کے کتنے اہم اور بنیادی کردار رہتا ہے- کیوں کہ اس کے تمام اور لمبی زندگی ایک معمولی اور مختصر دور زندگی کی وجہ سے کتنی متاثر ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب بچہ بڑھنے لگتا ہے اور کسی سکول، مکتب، مدرسہ یا ایک تعلیمی ااور تربیتی ادارہ میں تعلیم وتربیت کے لیے داخل ہوتا ہے تو اس کا واسطہ استاد سے پڑھتا ہے۔ استاد جس بھی فن اور میدان سے تعلق رکھتا ہو لیکن اس کا اعلیٰ اور معیاری تربیت یافتہ ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اسی استاد کے تمام رویوں، اخلاق، علم وفہم اور کردار کا اثر اس بچے پر پڑھتا ہے- یہ شاگرد اپنے استاد کی ہر ہر بات کو سنتا ہے اور ہر ہر فعل کو دیکھتا ہے اور ہر ہر رویہ کو محسوس کرتا ہے اس فوجہ سے استاد کے تمام زندگی اس شاگرد کے زندگی پر اچر انداز ہوتی ہے۔ استاد کی اخلاق اعلیٰ ہو قول وفعل میں تضاد نہ ہو، احساس ذمہ داری اور فرض شناسی کھوٹ کھوٹ کر بھرا ہو کام چور اور دھوکہ باز نہ ہو تو شاگرد یہی سیکھے گا اور جب استاد ان صفات سے عاری ہو اور صفات رذیلہ کا مالک ہو اپنی فرض کو صحیح طریقہ سے نہیں نبھاتے، قول وفعل میں تضاد اور دوغلا پن رکھتا ہو، وعدہ خلافی اور دھوکہ بازی اس کا وطیرہ ہو، اپنے فرائض منصبی کو پوری نہیں کرتا ہو تو پھر تعمیر کے بجائے بچے میں بگاڑ اور تخریب پیدا ہو جائے گا اور تعمیر اخلاق اور تعمیر سیرت کے بجائے اور نقصان پیدا ہو جائے گا۔ ادھر اگر غور کیا جائے تو استاد کی کردار اپنے تلامذہ کے تعمیر اور تخریب میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے- ایک حدیث میں کردار استاد کے بارے میں بڑی لطیف انداز سے استاد کے معاشرہ سازی میں خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

حدثنا محمد بن العلاء قال حدثما حماد بن أسامة عن بريد بن عبد الله عن أبي بردة عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه و سلم قال مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل الغيث الكثير أصاب أرضا فكان منها نقية قبلت الماء فأنبتت الكلأ والعشب الكثير وكانت منها أجادب أمسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا وأصابت منها طائفة أخرى إنما قبعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ فذلك مثل من فقه في دين الله ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدي الله الذي أرسلت به[24]

اسی حدیث پر غور کیا جائے تو اس سے استاد کی اتنی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ استاد کی حیثیت ایک معاشرہ کے لیے ایک زمین اور پانی کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ زندگی کی لیے بنیادی اور ضروری چیزیں ہیں۔ اس کے بغیر زندگی کی تصور نہیں کی جاتی لیکن جب یہ زمین اچھی اور زرخیز تو اس سے اچھی اور فائدہ مند فصل اگتی ہے اور جب یہ اچھی اور زرخیز نہ ہوں تو پھر اس میں بے کار اور غیر ضروری پودے اگتی ہے- اسی طرح ایک استاد بھی ہوتا ہے اس کی اچھی اور بری تربیت کی اثر شاگرد اور معاشرہ پر براہ راست پڑتی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

استاد کا کردار معاشرہ سازی میں بہت اہم ہوتا ہے۔ وہ اکثر طلبہ یا شاگردوں کو تربیت دیتا ہے اور ان کے تعلیم و تربیت کا راستہ ہموار کردیتا ہے۔ استاد کا کردار ان کے تجربے پر مبنی ہوتا ہے وہ علم و تفہیم کو اپنے بڑھاوے، سوچ کو ترقی دیتے ہیں اور طلبہ کو مستحکم اخلاقی اور علمی اقدامات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ معاشرہ میں استاد ایک بنیادی اور اہم مقام رکھتا ہے اور معاشرہ سازی میں اس کا بڑا کردار ہوتا ہے -اور ایک معاشرہ کی تہذیب، ثقافت اور ترقی ایک اچھے استاد کے مرہون منت ہوتی ہے - تاریخ سے ثابت ہے کہ معاشرہ کی عروج وزوال میں استاد کے بڑی کلیدی کردار ہوتی ہے۔

ماضی اور عصر حاضر کے اساتذہ کے حقوق کا تقابلی جائزہ

اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ ایک استاد کی حیثیت اول زمانے سے لیکر آج تک بہت حد تک برقرار اور یکساں چلتا آرہا ہے لیکن پھر بھی اس کے حقوق دینے میں فرق ضرور ہے -کچھ اہم فروق درجہ ذیل ہیں۔

1: یونین

ماضی میں اساتذہ عام طور پر یونین وغیرہ میں نہیں ہوتے تھے۔ اس وجہ سے ان میں اجتماعیت کے طاقت نہیں ہوتے تھے -اج کل اساتذہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی یونینکا حصہ بن جائے اور اپنے درپیش مسائل کا حل ڈھونڈلے۔

2: مقررہ عمل

اس سے قبل اساتذہ کے پاس عمل کے محدود حقوق تھے جس کی وجہ سے ان کے لیے برخاست ہونا یا مناسب سہارے کے بغیر غیر منصفانہ سلوک کا سامنا کرنا اسان ہو جاتا تھا– تاہم اج کل کے اساتذہ کے پاس عمل کے محفوظ تحفظات ہیں -اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ انہیں غیر منصفانہ طریقے سے یا مناسب طریقہ کار پر عمل کیے بغیر برطرف نہیں کیا جاسکتا-

3: تعلیمی ازادی

اساتذہ کو تاریخی طور پر کم تعلیمی آزادی حاصل تھی اپنی تدریسی طریقوں یا نصاب کو منتخب کرنے کی محدود صلاحیت کے ساتھ اج اساتذہ کو عام طور پر زیادہ خود مختاری اور آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے تعلیم کو اپنے طلباء کے ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تیار کریں۔

4: امتیازی تحفظ:

ماضی میں اساتذہ کو صف، نسل اور دیگ عوامل کی بنیاد پر اعلی درجے کے امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا– موجودہ قوانین امتیازی سلوک کے خلاف مزید تحفظ فراہم کرتے ہیں، مختلف خصوصیات کی بناء پر اساتذہ کے ساتھ امتیازی سلوک کو غیر قانونی بنادیتے ہیں۔

5: تنخواہ اور مراعات

ماضی میں اکثر کم تنخواہیں حاصل کرتے تھے اور اپنے موجودہ ہم منصبوں کے مقابلے میں کم مراعات حاصل کرتے تھے۔ آج اساتذہ کے اہمیت کو تسلیم کیا جارہا ہے، جس کے نتیجے میں بہتر تنخواہوں کے پیمانے اور بہتر پیکیجز مل رہے ہیں۔

6: کام کے حالات

ماضی میں اساتذہ کے پاس اپنے کام کے حالات کے لیے کم حفاظتی اقدامات تھے جیسے حفاظتی اقدامات یا کام کے اوقات کی حد -اس وقت مذید ضابطے اور پالیسیاں موجود ہیں جو اساتذہ کو محفوظ صحت مند ماحول میں مناسب کام کے بوجھ کے ساتھ کام کو یقینی بناتے ہیں۔

اساتذہ کے حقوق کا تعین وقت کی اہم ضرورت ہے

تعلیمی نظام کی تاثیر اور معلمین کی فلاح وبہبود کو یقینی بنانے کے لیے اساتذہ کے حقوق بہت اہم ہیں۔ یہ حقوق ملک اور تعلیمی ادارے کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں- جس معاشرہ میں اساتذہ کے حقوق کا تعین کی جاتی ہے اور ہر کسی کو معلوم ہو اور خصوصاً ان لوگوں کو جو اداروں کے سربراہان ہو ان کو چاہیے کہ اساتذہ کو اپنے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

حقوق دیا جائے اور ان کو اسانی اور سہولت جائے تا کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو اسانی اور کمال کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچائے۔ان حقوق میں بعض حقوق کا تعین مندرجہ ذیل سطور میں کی جاتی ہے۔

1: اظہار رائے کی آزادی

اساتذہ کو انتقامی کاروائی یا سنسر شپ کے خوف کے بغیر اپنے رائے اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق حاصل ہے۔ جب تک وہ کسی قانون یا پیشہ وارانہ اخلاقی معیار کے خلاف ورزی نہ کریں- اگر استاد کو رائے کی آزادی دی جائے تو اس میں فائدہ یہ ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرے گا اور طلباء کو جن کوائف کی ضرورت ہو ان سے ان کو مستفید دیں گے۔

2: تعلیمی آزادی

اساتذہ کو تعلیمی مواد، طریقوں، اور جائزوں کو منتخب اور ڈیزائن کرنے کی آزادی ہونی چاہیے جو ان کے طلباء کے ضروریات کے مطابق ہوں۔ان کو تحقیق میں مشغول ہونے اور کلاس روم میں متنازعہ موضوعات پر بحث کرنے کا حق بھی دینا چاہیے- اور ان کو وہ آزادی دینا چاہیے جس کی وجہ سے وہ اپنے طلباء کو بہترین تعلیمی مواد فراہم کریں ان کو ایسی رکاوٹ یا اس پر ایسی پابندی نہیں لگانی چاہیے کہ اس پابندی کی وجہ سے طلباء کے تعلیم اور سیکھنے پر اثر پڑ جائے۔

3: پیشہ وارانہ ترقی

اساتذہ کو پیشہ وارانہ ترقی کے مواقع کا حق حاصل ہے جو تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانے اور جدید ترین تحقیق اور تعلیم کے بہترین طریقوں سے باخبر رکھتا ہے اس میں تربیت، ورکشاپس، کانفرنسوں اور دیگر وسائل تک رسائی شامل ہیں۔

4: منصفانہ معاوضہ

اساتذہ اپنی قابلیت، تجربے اور ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کام کے لیے منصفانہاور مسابقتی تنخواہ کے مستحق ہیں۔ مناسب تنخواہیں اور مراعات اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ اساتذہ حوصلہ افزائی، مطمئن ور معیاری تعلیم فراہم کرنے پر توجہ دے سکتے ہیں۔

5: ملازمت کی حفاظت

اساتذہ کے پاس قبل اعتماد اور مستحکم ملازمت ہونی چاہیے، جو کہ غیر منصفانہ برطرفیوں یا من مانی دوبارہ تفویظ سے محفوظ ہو، تنازعات اور شکایات کے حل کے لیے واضح اور منصفانہ طریقہ کار کا ہونا ضروری ہے۔

6: احترام اور وقار

اساتذہ کو طلباء، والدین اور منتظمین کی طرف سے عزت اور وقار کے ساتھ پیش انا چاہیے اور یہ ان کا حق ہے۔ اس میں زبانی یا جسمانی بدسلوکی، بہتان، امتیازی سلوک اور ایذارسانی سے تحفظ شامل ہے۔

7: ذاتی ڈیٹا کا تحفظ

اساتذہ کو رازداری اور ان کے ذاتی اور خفیہ معلومات جیسے کہ صحت کے ریکارڈ، مالیتی ڈیٹا، اور ذاتی مواصلات کے تحفظ کا حق ہے- ان کے ڈیٹا کو جمع کرنے، استعمال کرنے یا افشاء کرنے کے لیے متعلقہ رازدار یکے قوانین اور ضوابط کی پیروی کرنی چاہیے۔

8: تعاون اور شرکت

اساتذہ کو فیصلہ سازی کے عمل میں حصہ لینے کا موقع ملنا چاہیے جو ان کا کام کو متاثر کرتے ہیں، جیسے نصاب کے ترقی، سکول کی پالیسیاں، اور پیشہ وارانہ ترقی کے پروگرام، ساتھیوں والدین اور وسیع تر کمیونٹی کے ساتھ تعاون کی بھی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔

9: محفوظ کام کرنے کا ماحول

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اساتذہ کو ایک محفوظ اور صحت مند ماحول میں کام کرنا چاہیے جو خطرات سے پاک ہو اور اپنے فرائض منصبی کو مؤثر طریقے سے انجام دینے کے لیے ضروری وسائل اور مدد فراہم کرتا ہو مناسب حفاظتی اقدامات بشمول تشدد اور غنڈہ گردی کے خلاف پالیسیوں کا ہونا ضروری ہے۔

10: دانشورانہ املاک کے حقوق

اساتذہ کے پاس ان کے تخلیق کردہ مواد، جیسے سبق کے منصوبے، درسی کتابیں اور تدریسی کتابیں، اور تدریسی وسائل کے دانشورانہ املاک کے حقوق ہیں۔

اساتذہ کے حقوق اجاگر کرنے کی فوائد

اساتذہ کے حقوق اجاگر کرنے کی بے شمار فوائد ہیں۔ اگر اساتذہ کے حقوق کو اجگر کیا جائے تو یہ تمام فوائد حاصل ہو جائینگے ان فوائد میں سے بعض درجہ ذیل ہیں۔

1: تدریسی پیشے کی قدر کرنا

اساتذہ کے حقوق پر زور دینے اور اسے فروغ دینے سے ہم ان کے پیشے کی اہمیت اور اسر معاشرے کی تشکیل میں ان کے کردار کو تسلیم کرتے ہیں۔اس سے اساتذہ کے لیے احترام اور تعریف میں اضافہ ہو سکتا ہے۔باصلاحیت افراد کو تدریسی کیریئر کو آگے بڑھانے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔

2: پیشہ وارانہ ترقی

اساتذہ کے حقوق کو اجاگر کرنے میں پیشہ وارانہ ترقی کو بڑھانے کے مواقع کی وکالت شامل ہو سکتی ہے۔ ورکشاپس، سیمینارز، اور مسلسل تعلیم تک رسادئی اساتذہ کو جدید ترین تدریسی تکنیکیوں اور تحقیق کے ساتھ اپ ڈیٹ رہنے کے لیے بااختیار بنا سکتی ہے اور آخر میں ان کے طلباء ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

3: اساتذہ کے حوصلے کو بڑھانا

اساتذہ کے حقوق کو پہچاننا اور ان کی حفاظت کرنا ایک مثبت کام کا ماحول بنانے میں مدد کرتا ہے۔ جب اساتذہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے حققوق کا احترام اور حمایت کی جاتی ہے۔ تو ان کے حوصلے اور ملازمت سے اطمینان بڑھتا ہے۔ اس سے حوصلہ افزائی اور لگن کی اعلیٰ سطح میں مدد ملتی ہے جو ان کے فراہم کردہ تعلیم کے معیار پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔

4: تجربہ کار معلمین کو برقرار رکھنا

وہ اساتذہ جو محسوس کرتے ہیں کہ ان کے حقوق محفوظ ہیں ان کے پیشے میں طویل مدت تک رہنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔یہ سکولوں کے اندر استحکام کو فروغ دیتا ہے۔اور تجربہ کار اساتذہ کے نقصان کو رکتا ہے۔ تجربہ کار اساتذہ کو برقرار رکھنا خاص طور پر اہم ہے کیوں کہ وہ قیمتی علم اور بصیرت لاتے ہیں۔ جو نئے اساتذہ اور طلباء دونوں کو فائدہ پہنچاتا ہیں۔

5: تعاون اور مشترکہ فیصلہ سازی

اساتذہ کی حقوق کو اجاگر کرنے میں انہی فیصلہ سازی کے عمل میں شامل کرنا شامل ہی ہے۔ جو ان کے کام کو متاثر کرتے ہیں۔اس سے اسکول کے ذزیادہ تعاون پر مبنی ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ جہاں اساتذہ کی پالیسیوں، نصاب اور سکول کے ثقافت کی تشکیل میں اواز ہوتی ہے۔ فیصلہ سازی میں اساتذہ کو شامل کرنا ان کے ملکیت کی احساس کو بڑھاتا ہے اور انہیں اپنے مہارت میں حصہ ڈالنے کی طاقت دیتا ہے۔

6: طلباء کے لیے فوائد

جب اساتذہ کے حقوق کو ترجیح دی جاتی ہے تو یہ اکثر طلباء کے لیے بہتر معیار کی تعلیم میں ترجمہ کرتا ہے۔ وہ اساتذہ کرام جو مدد اور وسائل حصل کرتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہوتے ہے وہ بہتر ہدایات، انفرادی توجہ او عر مؤثر کلاس روم مینیجمنٹ فراہم کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔ یہ بالاخر طالب علم کی مصروفیت میں اضافہ بہتر تعلیمی کارکردگی اور طالب علم کی مجموعی فلاح و بہبود کا باعث بنتا ہے۔

7: منصفانہ سلوک کو یقینی بنانا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اساتذہ کے حقوق کو اجاگر کرنے سے انہیں غیر منصفانہ سلوک یا ان کے پیشہ وارانہ خود مختاری کے خلاف ورزیوں سے بچانے میں مدد ملتی ہے ان کی حقوق کا تحفظ ایک منصفانہ اور مساوی کام کا ماحول قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اساتذہ کے ساتھ عزت وقار اور پیشہ وارانہ سلوک کیا جائے۔ یہ ایک معاون اور باعزت کام کے ماحول کو فروغ دیتا ہے۔ پیشہ اورانہ ترقی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور بالاخر فراہم کردہ تعلیم کے معیار کو بڑھاتا ہے۔

اساتذہ کے حقوق کے پاسداری سے معاشرتی اور اخلاقی ترقی

استاد کی حقوق کے پاس داری سے ہونے والے سماجی اور اخلاقی ترقی کے مثبت اور منفی دونوں اثرات ہو سکتے ہیں۔ ایک طرف اساتذہ کے حقوق کو ترجیح دینے سے سکول کے زیادہ احترام اور ہم آہنگی کا ماحول بن سکتا ہے جہاں اساتذہ اپنے کردار کے قدر اور حمایت محسوس کرتے ہیں۔ اس سے ان کے تعلق کا احساس، ملازمت سے اطمینان اور ان کے تدریس میں سبقت حاصل کرنے کی ترغیب بڑھ سکتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اساتذہ کے ان کے تعلیم میں ایک اہم کردار ہے اور وہ ایک بامعنی اور پروان چڑھانے والا تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لیے ان کے کوششوں کو سراہتے ہیں- یہ طلباء اور اساتذہ کے درمیان مثبت تعلقات کو فروغ دیتا ہے۔ جس سے بہتر رابطہ اور باہمی احترام ہوتا ہے- وہ اساتذہ جو یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کے حقوق محفوظ ہیں ان کے پیشے سے وابطہ رہنے، اخلاقی معیارات پر عمل کرنے اور اپنے تدریسی کو مسلسل بہتر بنانے کا ذیادہ امکان ہے۔

اساتذہ کے حقوق کے پاسداری پر بہت سے معاشرتی اور اخلاقی ترقیاں مرتب ہوتی ہیں جن میں بعض درجہ ذیل ہیں۔

1: معاشرہ میں تعلیم کا فروغ

اساتذہ کے حقوق کی پاسداری کی وجہ سے معاشرہ میں تعلیم کو فروغ حاصل ہوتی ہے جو کہ ایک معاشرتی ترقی ہے- اور اس سے معاشرہ میں مذید اساتذہ پیدا ہوتے ہے جو کہ معاشرتی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔

2: اساتذہ کے مہارت کا حوصلہ افزائی

اساتذہ کو مخصوص حقوق دینے سے تدریسی برادری میں پیشہ وارانہ مہارت بڑھ سکتا ہے۔ اس کی نتیجے میں اساتذہ اپنے پیشے کے لیے زیادہ وقت، حوصلہ افزائی اور پر عزم ہو سکتے ہیں جس کے نتیجے میں طلباء کو اور مجموعی طور پر معاشرہ کو فائدہ ہوتا ہے۔

3: تجربہ کار اساتذہ کو برقرار رکھنا

اساتذہ کو کچھ حقوق فراہم کرنا جیسے مدت ملازمت یا ملازمت کی حفاظت، تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کو برقرار رکھنے میں مدد کر سکتی ہے۔ یہ استحکام اساتذہ کو اپنے طالب علوں کے ساتھ ہم آہنگی قائم کرنے کے قابل بناتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مصروفیت، اعتماد اور باہمی احترام کی اعلیٰ سطح ہوتی ہے۔ اس طرح کے تعلقات موثر اور سیکھنے کے لیے اہم ہیں۔

4: اساتذہ کے جدت طرازی کو فروغ دینا

جب اساتذہ کو کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں جیسے نصاب کو ڈیزائن کرنے یا تدریسی طریقوں کا انتخاب کرنے کی آزادی تو وہ اپنے کلاس رومز میں تجربہ کرنے کا اختراع کرنے کا ذیادہ امکان رکھتے ہیں- یہ نئے تدریسی حکمت عملیوں اور طریقوں کی ترقی کا باعث بن سکتا ہے۔ جو نہ صرف طلباء کو ان کے کلاس رومز میں بلکہ وسیع تر تعلیمی برادری کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ تعلیم پیشہ وارانہ، معاون سیکھنے کے ماحول کی تخلیق تجربہ کار اساتذہ کو برقرار رکھنا، اساتذہ کے طلباء کے تعلقات کو فروغ دینا، اور اساتذہ کی جدت طرازی کو فروغ دینا۔ یہ تمام عوامل تعلیم کی مجموعی بہتری اور معاشرے کی بہتری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اخلاقی ترقی:

1: تعلیم کی اہمیت

اساتذہ طلباء کو علم اور ہنر فراہم کرکے معاشرے کے مستقبل کی تشکیل میں اہم کردار اداء کرتے ہیں۔ تعلیمی معیار کو یقینی بنانے اور تعلیمی نظام کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے اساتذہ کے حقوق کو تسلیم کرنا ضروری ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

2:پیشہ وارانہ مہارت

اساتذہ ایسے پیشہ ور افراد ہوتے ہیں جو اپنے شعبے میں مہارت اور تجربہ حاصل کرنے میں برسوں صرف کر دیتے ہیں۔ان کے حقوق کو تسلیم کرنا ان کے کام میں فخر اور حوصلہ افزائی کے آحساس کو فروغ دینا ہے۔

3:منصفانہ معاوضہ

اساتذہ کے لیے منصفانہ اجرت اور مراعات کو یقینی بنانا معاشرے کی جانب سے ان کی گرانقدر شراکت کے لیے تعریف کی عکاسی کرتا ہے-یہ ان کے حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنا عمدہ پیشہ جاری رکھیں اور نئے ٹیلٹ کو تعلیمی میدان میں راغب کریں۔

4:تعلیمی آزادی کا تحفظ

اساتذہ کو انتقام کے خوف کے بغیر اپنی رائے کا اظہار کرنے،اپنی تحقیقی دلچسپیوں کو اگے بڑھانے اور متنازعہ مضامین پڑھانے کا حق ہونا چاہیے۔ان کی تعلیمی ازادی کی حفاظت تنقیدی سوچ کو فروغ دیتی ہے اور کلاس روم میں مختلف قسم کے خیالات پیش کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

5:احترام اور وقار

اساتذہ کے حقوق کو تسلیم کرنا،منصفانہ سلوک،احترام اور وقار،کام کا ایک مثبت ماحول پیدا کرتا ہے۔جب اساتذہ قدر محسوس کرتے ہیں تو وہ معیاری تعلیم فراہم کرنے،پیشہ وارانہ معیار کو برقرار رکھنے اور طلباء کے لیے رول ماڈل کے طور پر کام کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔

<u>اساتذہ کے حقوق جدید دنیاء میں</u>

جدی دنیاء میں اساتذہ کے پاس بہت سے حقوق اور تحفظات ہیں جو بطور معلیمین ان کے منصفانہ سلوک اور مؤثر عمل کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے-ان حقوق میں بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

1:تقریر کی آزادی

اساتذہ کو انتقامی کاروائی یا سنسر شپ کے حقوق کے بغیر اپنی رائے اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق ہے۔اس میں کلاس روم میں متنازعہ موضوعات پر بحث کرنے ،اپنے سیاسی عقائد کا کا اظہار کرنے اور عوامی گفتگو میں شامل ہونا شامل ہیں۔

2:تعلیمی آزادی

اساتذہ کو تعلیمی حکام کی طرف سے مقرر کردہ رہنما خطوط کے اندر اپنے نصاب اور تدریسی طریقوں کو ڈیزاین اور لاگو کرنے کا حق ہے-انہیں اپنی تعلیم میں غیر ضروری مداخلت کے آزادانہ فیصلے اور تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کرنے کا قابل ہونا چاہیے-

3:ملازمت کی حفاظت

اساتذہ کو منصفانہ ملازمت کے طریقوں کا حق حاصل ہے بشمول من مانی برطرفی یا برطرفی کے خلاف تحفظ۔انہیں مناسب عمل کا سامنا چاہیے۔اپنی کارکردگی کے بارے میں اٹھائے گئے کسی بھی الزام یا خدشہ دور کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔

4:پیشہ وارانہ ترقی اور معاونت

اساتذہ کو پیشہ وارانہ ترقی کی جاری مواقع اور اپنی تعلیمی اداروں سے تعاون حاصل کرنے کا حق ہے-اس میں تربیتی پروگرام،رہنمائی اور مؤثر تدریس کے لیے ضروری وسائل اور ٹیکنالوجی تک رسائی شامل ہو سکتی ہے۔

5:محفوظ اور صحت مند کام کے حالات

اساتذہ کو ایسے ماحول میں کام کرنے کا حق حاصل ہے جو جسمانی طور پر محفوظ اور ان کی صحت کے لیے ساز گار ہو۔اس میں ضروری سہولیات سازوسامان اور وسائل تک رسائی کے ساتھ ایذا رسانی،امتیازی سلوک اور تشدد سے تحفظ کے اقدامات شامل ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

6:رازداری

اساتذہ کو اپنی ذاتی زندگی اور آن لائن موجودگی میں رازداری کا حق حاصل ہے-انہیں غیر ضروری نگرانی کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے-جب تک ان کے پیشہ وارانہ طرز عمل کے بارے میں جائز خدشات نہ ہو-

7:دور جدید کے تقاضوں کے مطابق مراعات دینا

اساتذہ کو اپنے کام کے صلہ میں اتنے مراعات دینے چاہیے کہ دور جدید کے تقاضوں کے تکمیل کے لیے کافی ہو-انہیں سماجی تحفظ اور صحت کی دیکھ بال کے فوائد تک بھی رسائی حاصل ہونی چاہیے۔

8:امتیازی سلوک سے ازادی

اساتذہ کو نسل جنس جنس پرستی، جنسی رجحان، مذہب معذوری یا سیاسی عقائد جیسے عومل کی بنیاد پر امتیازی سلوک سے اذاد ہونے کا حق ہے-ان کے ساتھ ان کی ملازمت کے تمام پہلوؤں میں منصفانہ اور یکساں سلوک کیا جانا چاہیے۔

یہ بات نوٹ کرنا چاہیے کہ اساتذہ کو فراہم کردہ مخصوص حقوق اور تحفظات انفرادی ممالک یا دائرہ اختیار کے قوانیناور ضوابط کے لحاظ سے مختلف ہوسکتے ہیں۔

اساتذہ کے حقوق دینے کی ضرورت واہمیت

اساتذہ کو حقوق دینے کی اشد ضرورت ہے جس کے بے شمار فوائد ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1:لگن اور حوصلہ افزائی کرتا ہے

جب اساتذہ اپنی قدر محسوس کرتا ہے اور ان کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں تو ان کے پیشے کے لیے حوصلہ افزائی اور پر عزم رہنے کا زیادہ امکان رہتا ہے۔یہ طلباء کے لیے بہتر معیار کے تعلیم کا باعث بنتا ہے کیوں کہ سرشار اساتذہ اپنے تدریس میں وقت اور محنت لگانے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔

2:ملازمت کے اطمینان کو بڑھاتا ہے

جن اساتذہ کے حقوق محفوظ ہیں ان کے کام سے اطمینان کی اعلی سطح کا تجربہ کرنے کا امکان ہے،اس سے ان کی دماغی صحت اور مجموعی صحت پر مثبت اثر پڑ سکتا ہے جس سے اس کے کیریئر بنتا ہے۔

3:پیشہ وارانہ ترقی کی حمایت کرتا ہے

اساتذہ کے حقوق کا احترام اور ان کو برقرار رکھنے سے ایک مثبت پیشہ وارانہ ماحول پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے-اس کے نتیجے میں اساتذہ کو مسلسل پیشہ وارانہ ترقی کے مواقع حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے-اس کے نتیجے میں اساتذہ کو مسلسل پیشہ وارانہ ترقی کے مواقع حاصل کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔

4:تجربہ کار اساتذہ کو برقرار رکھتا ہے

اساتذہ کے حقوق کا تحفظ اساتذہ کو زیادہ عرصے تک اس پیشے میں رہنے کی طرف مائل کردیتا ہے۔تجربہ کار اساتذہ کو برقرار رکھنا سکولوں کے لیے بہت ضروری ہے-کیوں کہ وہ علم کی دولت لاتا ہے-جس سے سیکھنے کا ایک مستحکم ماحول پیدا ہوتا ہے۔

5:اعلی معیار کے اساتذہ کو راغب کرتا ہے

جب اساتذہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے تو ان میں اس پیشے کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے-اور اس طرح اعلی معیار کی اساتذہ پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ میدان ماہرین سے بھر جاتا ہے۔

6:اساتذہ کی تعاون کی حمایت کرتا ہے

اساتذہ کو جب ان کے حقوق ملتے ہیں تو اس کی وجہ سے یہ رجحان پیدا ہوتا ہے کہ ان کو ہر کوئی اپنا حقوق دیتا ہے اور ہر کوئی کوشش کرتا ہے کہ استاد کو اس کے اپنے حقوق دی جائے-

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

7:والدین اور اساتذہ کے درمیان تعلقات کو فروغ دینا

اساتذہ کے حقوق کی پاسداری کی جائے تو اس وجہ سے اساتذہ اور والدین کے درمیان تعلقات بڑھتے ہیں۔ پھر ان کا یہ تعلق طلباء کے فلاح وبہبود میں اعلی کردار ادا کر رہا ہے۔ اور یہ تعلیمی کامیابی کے لیے بہت اہم ہے۔

8:ایک مثبت سکول کلچر کو فروغ دینا

جب اساتذہ کے حقوق کا احترام ایک مثبت سکول کلچر میں حصہ ڈالتا ہے جہاں اساتذہ کو قدر اور عزت کا احساس ہوتا ہے اشتقافت کا طلباء پر بہت اثر پڑتا ہے جس سے ایک بہترین تعلیمی ماحول پیدا ہوتی ہے، ان کے حقوق کے حمایت اور تحفظ اساتذہ اور طلباء دونوں کے لیے ساز گار اور بااختیار ماحول بنانے میں مدد کرتا ہے۔ اساتذہ کے حقوق بہت اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ وہ تعلیم کے معیار کو بڑھانے اور اس کی اہمیت میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

خلاصہ بحث

استاد وہ ہستی ہے جس کے اعلی مقام اور رتبے کی قرآن سنت اور عامۃ الناس سب قائل ہیں۔ استاد کو نبی ﷺ نے احادیث مبارکہ میں ایک اعلی اور ارفع مقام دیا ہے بلکہ خود نبی ﷺ معلم ہونے پر فخر کرتا ہے اور اپنے آپ کو معلم مبعوث ہونے کا سچ دعوہ کر رہا ہے۔ استاد ماضی حال اور مستقبل میں اہمیت کی حامل شخصیت ہے۔ سابقہ امم اور ادوار میں استاد کی کردار اور عمل سے کوئی انکاری ہے، حال میں کوئی انکاری نہیں اور نہ ہی مستقبل میں انکار کرے گا۔ اقوام کے ترقی کا راز استاد کی راہنمائی اور استاد کی کردار میں مضمر ہے۔ استاد معاشرہ سازی میں اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ استاد چونکہ معاشرہ میں ایک بنیادی اور مرکزی کردار ادا کر رہا ہے اس وجہ سے استاد کے حقوق کو جاننا، تعین کرنا اور پھر ان حقوق کے پاسداری کرنا، حکومت، معاشرہ اور والدین کے حق بنتی ہے۔ استاد کو اپنے حقوق مل جائیں تو وہ بہتر انداز سے معاشرہ سازی میں بہترین کردار ادا کر سکتا ہے۔ کیوں کہ دنیاء و آخرت میں یہی قانون ہے کہ جب کوئی ایک عمل کرتا ہے تو اسے ضرور کوئی بدلہ اور معاوضہ ملنا چاہیے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ استاد کو اپنی حقوق مل جائے اور اسی انداز سے اس کو حوصلہ اور تعاون مل جائے۔

حوالہ جات:

1: سنن ابن ماجہ، بَابُ: فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ: حدیث: 229

2: سورۃ التحریم: 6:66

3: سورۃ البقرہ: 31:2

4: صحیح البخاری: 5027

5: ترمذی: 2322: ابو داؤد: 366

6: تعلیم المتعلم: 22:21

7: سنن ترمذی، باب: العلم 19 (2682) سنن ابن ماجہ: المقدمۃ 17 (223) تحفۃ الاشراف: 10958

8: صحیح مسلم: 1893

9: سورۃ الکہف: 82:18

10:سورۃالتوبہ :9: 78

11:سورۃسبا:34:48

12 :سورۃالتوبہ :9: 93

13:سورۃبقرہ:2:282

14:سورۃبقرہ2: 251

15:سورۃال عمرآن:3:164

16:سورۃمجادلہ:11:58

17:سورہ الکہف:18:66

18: صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1478 :المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج4، ص:187، حدیث نمبر3683

:المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج4، ص:187، حدیث نمبر: 113619

20: صحیح البخاری: حدیث نمبر:7141

21: المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج7، ص:184

22:سورہ توبہ: 128:9

23:شمائل ترمذی: حدیث:350:بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

24:محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي الجامع الصحیح المختصر، ج،1، ص؛46، حدیث نمبر79